مولانا محمد ادریس سلفی
(فاضل یونیورسٹی مدرس جامعہ سلفیہ)
عبدالرؤف
متعلم جامعہ سلفیہ

حرمت رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اہل کتاب کا طرز عمل

الحمد للہ رب العالمین' والصلوۃ والسلام علی سیدالمرسلین: اما بعد' فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم' بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون﴾

''اللہ وہ ذات ہے جس نے اپنے رسولوں کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ دین حق (اسلام) کو تمام ادیان پر غالب کریں۔ اگرچہ مشرکوں کو ناگوار ہو۔''

﴿ولتسمعن من الذین اوتوا الکتب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذی کثیرا﴾

(آل عمران:۱۸۶)

''تم کو اہل کتاب اور (یہود و نصاریٰ) مشرکوں سے تکلیف دہ عمل سننا ہوں گی۔''

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لتجدن اشد الناس عداوۃ للذین امنوا الیهود والذین اشرکوا﴾ (سورۃ المائدہ:۸۲)

''تم لوگوں میں سب سے زیادہ مسلمانوں کے سخت دشمن یہودیوں اور مشرکوں (ہندوؤں) کو پاؤ گے۔''

مزید فرمایا:

﴿لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم﴾

''تم ان لوگوں کو گالی گلوچ (برا بھلا) نہ کہو جو اللہ کے علاوہ دوسروں کو پکارتے ہیں وہ ضد میں آکر اللہ کو گالی گلوچ کرنے لگیں۔''

انبیاء اللہ کی مخلوق میں ایک بلند ترین مقام پر فائز ہوتے ہیں۔ ان کے مقام و مرتبہ اور احترام و توقیر کے عمومی طور پر دو اسباب ہوتے ہیں۔

(۱) ایک دنیا کے اعتبار سے کہ وہ بلند ترین معیار پر ہوتے ہیں' اپنی قوم میں بلند مقام رکھتے ہیں۔ انسانی معیار سے اعلیٰ ترین اخلاق سے متصف ہوتے ہیں۔

(۲) دوسرا سبب یہ کہ اللہ بذات خود انبیاء کے احترام کا حکم دیتے ہیں۔ انبیاء اپنی قوم میں اپنی اپنی ذات کے اعتبار اپنے اپنے زمانے کے اعتبار سے اعلیٰ ترین نمونہ ہوتے ہیں۔ اس میں کوئی بھی پیغمبر ایسا نہیں کہ اس کی ذاتی زندگی پر انگلی اٹھائی جا سکے یا اس میں کوئی ایسا عیب ہو جو دوسروں کیلئے بُری مثال بن سکے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ کرام سے سوال کیا کہ کریم ابن کریم ابن کریم ابن کریم کون ہے۔ یعنی وہ کون ہے جو خود بھی معزز باپ بھی معزز' دادا بھی معزز' پردادا بھی معزز۔ صحابہ نے مختلف توجیہات سے اس کا جواب دینا چاہا' لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ہے یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم۔ مراد یہ کہ انبیاء تمام معزز ہوتے ہیں۔ ان کی ذاتی زندگی میں عیب جوئی نہیں کی جا سکتی۔ ان کی ذاتی زندگی کی علو اور بلندی اس کی گواہی اللہ رب العزت نے اپنی کتاب میں مختلف جگہ پر دی ہے۔

کسی کو فرمایا حصوراً کہ وہ عورتوں کے معاملات سے بالکل محفوظ رہے۔ کہیں فرمایا ﴿ورفعناہ مکانا علیا﴾ ہم نے اس کو بلند مرتبہ پر فائز کیا۔ کہیں فرمایا صدیقا نبیا۔ وہ صدیق تھے پیغمبر تھے۔ یہی نہیں بلکہ انبیاء علیہم السلام کے قریب ترین لوگوں کی بھی عظمت و ذکر فرمائی۔

﴿ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجها فنفخنا فیه من روحنا وصدقت بکلمات ربها و کتبه و کانت من القانتین﴾ (سورۃ تحریم:۱۲)

''مریم بنت عمران جس نے اپنی عزت کی بلاشبہ پاسداری کی اور بحفاظت کی آگے فرمایا اس نے مالک العزت کے کلمات کی تصدیق فرمائی اور انبیاء علیہم السلام کی توقیر کا دوسرا سبب کہ انبیاء علیہم السلام رب العزت کی کے حکم کی بناء پر توقیر و اکرام کے مستحق ہوتے ہیں:

﴿فاولئک الذین انعم اللہ من النبیین والصدیقین والشهداء والصلحین وحسن اولئک رفیقا﴾

وہی ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے۔ یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین کیسے اچھے ہیں۔ یہ رفیق اور خصوصی طور پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو اس دنیا میں اللہ کے فرستادہ رُسل کی آخری کڑی تھے اور ہدایت کا آخری نشان تھے' ان کو بھی اللہ رب العزت نے اس لحاظ سے اعلیٰ ترین مقام پر فائز فرمایا۔ ایک تو آپ ذاتی طور پر اعلیٰ ترین اوصاف سے متصف تھے اور دوسرا اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے ان کی توقیر کے احکام جاری کیے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذاتی زندگی کے متعلق اپنے شدید ترین مخالفین میں علی الاعلان فرمایا کہ

﴿فقد لبثت فیکم عمرا من قبله افلا تعقلون﴾ (یونس)

کہ اے لوگو! مجھے تم میں رہتے ہوئے چالیس

سال کی عمر گزر چکی ہے۔ تم میری زندگی کے شب و روز بچپن و جوانی حتیٰ کہ ادھیڑ عمر کو آ گیا ہوں سب سے تم واقف ہو۔ میں نے تجارت کی ہے' بکریاں چرائی ہیں' لین دین کیا ہے' انفرادی زندگی گزاری ہے' اجتماعی زندگی گزاری ہے' کسی وقت رات ہو یا دن کسی وقت کوئی عیب میرا نظر آیا ہو تو بتا سکتے ہو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اہل مکہ کے ستائے ہوئے مکہ سے چلے' حبشہ میں گئے۔ بادشاہ کے دربار میں مشرکین مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عیوب اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کے عیوب بیان کیے اور کہا کہ یہ وہ بے دین لوگ ہیں جو حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا نہیں بلکہ انسان کہتے ہیں' تو بادشاہ نجاشی جو غیر مسلم تھا' سننے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھنے کے باوجود جب اس کو سورۃ مریم کی آیات سنائی گئی تو اس نے اور کہا کہ میں اللہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ مسیح علیہ السلام ان سے ذرا برابر بھی علیحدہ تعلیمات کے' علیحدہ احکام کے اور علیحدہ صفات سے متصف نہیں تھے' جو اس کی جماعت اور ان کا رہنما کہتا ہے۔

ھرقل (روم کا بادشاہ عیسائی) کے دربار میں ابوسفیان (ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا) جاتا ہے۔ ھرقل نے پوچھا کہ تم اسی شخص کے قریبی ہو جو کہ اپنے آپ کو نبی کہتا ہے؟ رشتے دار ہو؟

ابوسفیان نے کہا ہاں۔

تو ھرقل نے کہا جو میں پوچھوں گا سچ بتانا' جھوٹ نہ بولنا۔ پھر طویل گفتگو کی۔ جب اسے پتہ چلا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی ایسی صفات ہیں تو بے اختیار بول اٹھا کہ کاش میں اس (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت کر سکتا۔ کاش کہ میں اس کے پاؤں دھونے کی سعادت حاصل کر سکتا۔ میں قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ ایک وقت آئے گا ان صفات کا متحمل شخص وہ اس تخت کا مالک ہوگا' جس پر آج میں بیٹھا ہوں۔

یہ تو ایک آپ کی ذاتی حیثیت ہے کہ جس کی گواہی آپ نے نہیں' غیروں نے دی۔ **﴿ماجربنا علیک الاصدقا﴾**

اہل مکہ نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہم نے آپ کو کئی مرتبہ آزمایا تجربہ کیا مگر سوائے سچائی کے کچھ نہ پایا۔

فرانس کا بہت بڑا مفکر والٹیئر لکھتا ہے کہ کوئی بھی انسان اپنی بیوی اور ذاتی غلام کے سامنے ہیرو نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ آدمی ان کے سامنے چوبیس گھنٹے گزارتا ہے۔ ہر قسم کے عیب اور چھوٹی چھوٹی کمی کوتاہیاں بھی ان کے سامنے ہوتی ہیں۔ سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کے کوئی جتنا ہی قریب ہوا اتنا ہی زیادہ اس کی صفت بیان کی۔

حضرت انس چھوٹا سا بچہ دس سال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہا۔ اپنے دس سالہ تجربہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کہتے ہیں کہ **﴿ما قال لی اف قط ولا لم صنعت ولا ھلا صنعت﴾** کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کبھی اُف تک بھی نہ کہا اور نہ یہ کہا کہ تو نے کیوں کیا اور کیوں نہیں کیا۔

حضرت عائشہ اور جمیع ازواج گواہی دیتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے بھی ایسے ہی ہیں جیسے کہ باہر ہیں۔

ایک اور فرانس کے مفکر لیمارٹن کے بقول انسانی زندگی کو ناپنے و جانچنے کے لیے آپ کوئی بھی معیار بنا لیں' چاہے وہ انفرادی حیثیت سے ہو یا اجتماعی حیثیت سے۔ چاہے معاشی حیثیت سے ہو یا سیاسی حیثیت سے' حاکم ہو' محکوم ہو' سپہ سالارانہ زندگی کی حیثیت سے غرض کہ ہر حیثیت سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلیٰ کوئی نمونہ نہیں ملے گا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی بھی اس معیار پر نہیں اتر سکتا۔

یہ تھی آپ کی زندگی جس کی گواہی اللہ نے دی۔

مکہ والوں نے دی' نجاشی نے دی' ھرقل نے دی' والٹیئر نے دی' لیمارٹن نے دی۔

باقی رہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام قرآن کی نظر میں۔ تو قرآن فرماتا ہے

﴿النبی اولی بالمومنین من انفسھم وازواجه أمھاتھم﴾

یعنی اگر تم مومن ہو تو ہمارے نبی کا حق تم پر تمہارے نفسوں سے بھی زیادہ ہے اور اگر مومن ہو تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کا احترام اپنی ماؤں سے بڑھ کر ہونا چاہیے۔

مزید فرمایا:

﴿وما ارسلنک الا رحمة للعالمین﴾

ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاں والوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔'' (نہ کہ زحمت بنا کر)

مزید فرمایا **﴿بالمومنین رؤف الرحیم﴾**

یہ نبی تو مومنوں پر بڑا ہی شفیق و مہربان ہے۔ نیز فرمایا **﴿فلعلک باخع نفسک علی اثارھم إن لم یومنوا﴾**

کہ ہمارے پیغمبر تم تو اپنی جان دینے تک پہنچ گئے ہو کہ یہ مسلمان کیوں نہیں ہوتے۔

اللہ رب العزت نے قرآن میں آپ کے احترام و اکرام کی مومنوں کے لیے بھی وضاحت کر دی اور وغیروں کے لیے بھی وضاحت کر دی۔

باقی رہی بات کہ انبیاء علیہم السلام دنیا میں ہدایت کے ساتھ آتے ہیں یا تلوار کے ساتھ آتے ہیں۔ انسانیت کے لیے رحمت بن کر آئے یا ڈراؤنا خواب بن کر آتے ہیں۔

انبیاء علیہم السلام تمام کے تمام صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی نہیں' تمام کے تمام رسل چاہئے ابراہیم علیہ السلام ہو یا عیسیٰ علیہ السلام یا موسیٰ علیہ السلام ہو یا داؤد علیہ السلام ہو۔ کسی پیغمبر نے بھی اس وقت تک ہتھیار نہیں اٹھایا۔ جب تک اسے مجبور نہیں کیا گیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے علمی دنیا میں فرعون

سے مقابلہ کیا اور فرعون کو شکست سے دوچار کیا۔ فرعون نے لوگوں کے سامنے شکست قبول کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک نہیں بلکہ کئی آیات دکھلائیں' لیکن قسمت میں ہدایت نہیں تھی' بالآخر موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ مجھ کو اور میری قوم کو یہاں سے جانے دو۔ یعنی مجبوراً موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے مقابلے میں آنا پڑا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم سے بھی نرمی ہی ثابت ہوتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ اگر ایک گال پر کوئی طمانچہ مارتا ہے تو دوسری گال بھی اس کے آگے کردو۔

یہ صفتیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں سب سے زیادہ ہونی چاہئیں۔ دوسروں میں کم' اگر یہ صفات آپ میں نہیں تو کسی میں پائے جانے کی توقع نہیں۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں' جنہوں نے پوری زندگی دشمنی کرنے والے عبداللہ بن ابی منافق کے مرنے کے بعد اپنی مبارک قمیض بطور کفن پہنائی اور کہا کہ مالک رب العزت نے ۷۰ دفعہ معافی مانگنے سے بھی منافقین کو بخشنے سے انکار کیا ہے۔ اگر مجھے پتہ چلے کہ ستر سے زائد دفعہ عبداللہ بن ابی کو معافی مانگنے سے بخش دیا جائے گا' تو میں اس کے لیے بھی تیار ہوں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی تو ہیں کہ جنہوں نے ابوجہل کے بیٹے عکرمہ کو اس لیے رد نہیں کر دیا کہ یہ میری قوم کے فرعون کا بیٹا ہے۔ آپ اپنی جگہ سے اٹھے' اپنے بازوؤں کو پھیلایا' اپنے سینے سے لگا کر کہنے لگے ﴿مرحبا بالأخ المهاجر﴾ کہ مہاجر بھائی خوش آمدید مرحبا۔ عکرمہ تم ابوجہل کے بیٹے ہو لیکن اس وقت میرے بھائی ہو۔

رحمت عالم نے دنیا میں کسی بھی انسان سے اپنی ذات کے لیے بدلہ نہیں لیا' بے شمار ایسے آپ کو حکمران مل جائیں گے کہ جن کا تعلق مشرکوں سے تھا' بے دینوں سے تھا' عیسائیوں سے' یہودیوں سے تھا' مجوسیوں سے تھا۔ اس وقت یہی پانچ ادیان تھے' ان میں سے کوئی حاکم ایسا نہیں جن کو آپ نے تلوار کے ساتھ اسلام میں آنے کی دعوت دی ہو۔

آپ ہی تو وہ ہیں کہ بازوؤں میں قوت لڑنے کی' پھر بھی آپ نے وہ کم ترین شرطیں اہل مکہ سے تسلیم کر لیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خون جوش میں آیا اور کہا ﴿افي ديننا دنية يا رسول الله﴾ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہمارے دین میں کمینگی ہے۔ ہم میں لڑنے کی طاقت ہے پھر ہم کیوں نہیں لڑ رہے ہیں۔

فرمایا عمر تم خاموش ہو جاؤ۔ آپ نے آگے بڑھ کر بازوؤں میں قوت ہونے کا باوجود اہل مکہ کی شروط کو قبول فرمایا' صلح ہوگئی۔ تو پھر آپ نے مختلف حکمرانوں کی طرف اسلام کی دعوت کے لیے نامے مبارک لکھے۔ آپ نے خط لکھا مقوقس شاہ مصر کو' آپ نے خط لکھا حبشہ کے حکمران کو' مصر کے حکمران کو' بحرین' شام اور دمشق کے حکمرانوں کو۔ ان میں سے اکثریت عیسائی حکمرانوں کی تھی اور ان اکثر نے طوعاً (خوشی سے نہ کہ جنگ سے) اسلام قبول کیا اور دنیا آج تک اس خط کو جانتی ہے جو آپ نے مقوقس شاہ مصر کو لکھا تھا۔ اس کی قسمت میں اسلام تو نہ ہوا' لیکن اس نے آپ کے نامہ مبارک کو سینے سے لگایا' ہاتھی دانت سے بنے ہوئے ڈبے میں محفوظ کیا اور آج چودہ سو سال بعد شاہی خاندان کے پاس وہ خط موجود ہے۔ لہٰذا یہ سب تلوار کے ڈر سے مسلمان نہیں ہوئے۔ باقی رہ گئی یہ بات کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شدت پسند ہیں نہ کہ نرمی پسند۔

اگر کوئی گواہی اپنی زباں سے دے تو ماننے کی نہیں ہوتی' چیز وہ ہوتی ہے جس کی گواہی لوگ دیں اور تاریخ اس کی شہادت دے اور تاریخ بتاتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں خود یا اپنے صحابہ کی سپہ سالاری میں ۸۵ جنگیں لڑیں۔ ان میں سے اکثر جنگوں کو خود کافروں نے مدینہ پر تھوپا۔ کم ہی آپ خود لڑنے گئے۔ لیکن ان جنگوں میں جانبین (دونوں طرف) سے تقریباً ۱۰۵۰۔ مقتول ہوئے لہٰذا ۸۵ جنگوں پر ۱۰۵۰۔ مقتولین کو تقسیم کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جنگ برائے امن کرتے۔ نہ کہ جنگ برائے جنگ۔ یہ وہ نشتر تھا جو انسانوں کے آپریشن کیلئے استعمال ہوا نہ کہ وہ خنجر جو ڈاکوؤں کے ہاتھ میں ہو۔

اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں دہشت گردی کے ساتھ آئے اور آپ کے وہ کارٹون جو غی[illegible] نے اخباروں میں چھاپے تمام اظہار یہ علم کے لیے نہیں سوا اختلاف مذاہب اپنی جگہ پر ہے' اختلاف آراء اپنی جگہ پر ہے' لیکن اس کے پیچھے کچھ اور مقاصد ہیں۔ معاذ و معوذ رضی اللہ عنہم چھوٹے بچے ہیں' زندگی کی ابھی امید ہے' لیکن تڑپ رہے ہیں کہ ہمیں یہ بتایا جائے کہ ابوجہل کون ہے۔ ساتھ کھڑے ہوئے آدمی نے پوچھا کہ بیٹا تمہیں ابوجہل سے کیا درکار' تمہارا کیا کام ابوجہل سے۔ چچا ہمیں بتایا گیا ہے کہ وہ ہمارے پیغمبر کو گالیاں دیتا ہے۔

یہ وہ چیز ہے جو ایک عام شخص بھی برداشت نہیں کرتا اور یہی وہ چیز ہے جو اغیار پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کارٹون وغیرہ شائع کر کے' ہمیں ابھار کر آپ کے ایمان کو جانچنا چاہتے ہیں' وگرنہ بات اختلاف رائے کی نہیں ہے۔

سرولیم ایک بہت بڑا انگریز تھا' اس نے ۱۹۰۰ء میں ایک کتاب لکھی' جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر کئی قسم کے اعتراضات اٹھائے اور لندن سے شائع کر دی۔ سرسید احمد خان ہندوستان سے اٹھے' لندن گئے اور لندن کی لائبریری میں بیٹھ کر پوری کتاب کا جواب [illegible] اور پریس سے شائع کر دیا۔ سرولیم کو اخبار میں یہ اشتہار شائع کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی کہ جو سرسید آپ سمجھے وہ میرا مقصد نہیں تھا جو میں نے کہا غلط کہا ہے' غلط کہا ہے۔ علم کی دنیا میں ہمارے مسلمان محققین کبھی پیچھے نہیں رہے اور نہ اس میں کسی کو ٹوکا جا سکتا ہے۔

اصل بات ہے کسی کے جذبات کو ابھارنا۔ آپ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے واقف ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے لیکن کسی کی شہادت پر پورا ملک یا عالم اسلام الرٹ نہیں ہوتا جو کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر الرٹ ہو جاتا ہے۔ آخر اس کا سبب کیا ہے......؟ اس کے پیچھے کچھ اسباب ہیں۔ دراصل حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کو آڑ بنا کر ایسے لوگوں پر کیچڑ اچھالا جاتا ہے۔ گالیاں بکی جاتی ہیں، جو شہادت سے ۴۷ سال پہلے اس دنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔

۳۷ سال پہلے کوئی ۲۵ سال پہلے مقصد صرف یہ کہ کیچڑ اچھالا جائے اور ناحق دوسرے آدمی کو گالی دی جائے۔ وگرنہ اختلاف رائے کا ہر ایک کو حق ہے۔ مسلمانوں نے غیر مسلمانوں سے اختلاف کیا، علمی طور پر ہر ایک دوسرے کا جواب دیتا ہے۔ غیر مسلموں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات کیے۔ مسلمانوں نے اس کے جوابات دیے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم امن کے پیامبر ہیں۔ آپ سے بڑھ کر امن کا پیامبر اور کوئی نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق﴾ میرا دنیا میں آنے کا صرف ایک ہی مقصد ہے کہ انسانوں کے اخلاق عالیہ کو مکمل کروں، باقی رہی یہ بات کہ کسی کی زندگی میں کیڑے نکالنا کسی کے کارٹون شائع کر کے اس کی پگڑی میں درجنوں بم رکھ دینا کہ یہ اس کی زندگی

انبیاء کتنا امن پسند تھے، دنیا کو انہوں نے کتنا امن دیا، ہمارا اس پر ایمان ہے کہ تمام انبیاء امن پسند تھے۔ لیکن اگر اس ضمن میں ان کتابوں کو دیکھا جائے، جن کتابوں میں سابقہ انبیاء کی تاریخ لکھی ہے اور وہ عیسائیوں، یہودیوں کے نزدیک مقدس کتابیں ہیں اور وہ خود انہیں مقدس سمجھتے ہیں اور اُن کا نام کتاب مقدس رکھتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ یہ انبیاء پر اترنے والی کتابیں ہیں۔ اگر آپ ان کے اوراق کو دیکھئے آپ کو ایک بھیانک صورت انبیاء کی نظر آئے گی۔ اگر آپ ان تورات و انجیل کے حوالے دیکھیں جس کے بارے میں عیسائیوں، یہودیوں کو یہ یقین ہے کہ آخری کتابیں ہیں ہمیں یقین ہے کہ یہ بدلی ہوئی کتابیں ہیں، کسی کے کہنے کی بنا پر لوگ اعتراض کر سکتے ہیں، لیکن بات یہ ہے کہ

جادو وہ ہے جو سر چڑھ کر بولے

انجیل متّی باب: ۱۰، فقرہ نمبر ۳۵، ۳۴ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول ذکر کرتی ہے "یہ نہ سمجھو کہ میں زمین پر صلح کرانے آیا ہوں، صلح کروانے نہیں بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں۔ کیونکہ میں اس لیے آیا ہوں کہ آدمی کو اس کے باپ سے اور بیٹی کو اس کی ماں سے اور بہو کو اس کی ساس سے جدا کر دوں اور آدمی کے دشمن اس کے گھر ہی کے لوگ ہوں گے۔" اب خود ہی انصاف سے کہیں کہ یہ امن کے پیغمبر ہیں؟ ان سے امن کی بو آتی ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ کی زندگی سے لڑائی اور جھگڑے اور دہشت گردی کی بو آتی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق انجیل لکھتی ہے

"کیونکہ جتنے شریعت کے اعمال پر تکیہ کرتے ہیں وہ سب لعنت کے ماتحت ہیں۔ مسیح علیہ السلام جو ہمارے لیے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کیونکہ لکھا ہے کہ جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے۔" (گلتیون باب نمبر ۳، فقرہ نمبر ۱۴، ۱۳، ۱۱)

ان لوگوں کے ہاں یہ ہے معیارِ انبیائے یہ انجیل کے حوالے ہیں، جو ان کے نزدیک مقدس کتاب ہے۔ یہ انجیل کا اپنا بیان ہے کہ انجیل نبیوں کو بھی لعنتی قرار دے رہی ہے۔ بذات خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہی لعنتی قرار دیتی ہے۔

آپ سابقہ کتب کو دیکھ لیں کہ یہودی حضرت نوح علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں کیا کیا نظریات رکھتے ہیں، کہ آدمی ایک عام انسان کے متعلق بھی ایسے نظریات تسلیم نہیں کر سکتا۔

کتاب مقدس میں لکھا ہے اور نوح علیہ السلام کاشت کاری کرنے لگا اور اس نے ایک انگور کا باغ لگایا اور اس نے اس کی مے (شراب) پی اور نشہ آیا اور وہ اپنے ڈیرے پر برہنہ ہو گیا۔ (پیدائش صفحہ: ۱۱، ۲۰۹)

یہ انبیاء علیہم السلام کی تکریم ہو رہی ہے؟ دراصل یہ ان کی محرف شدہ کتب ہیں اور انبیاء علیہم السلام کو نشانہ ملامت بنا رہے ہیں۔

حضرت لوط علیہ السلام کے بارے میں کتاب مقدس لکھتی ہے کہ لوط علیہ السلام کی دو بیٹیاں تھیں۔ بڑی نے چھوٹی سے کہا ہمارا باپ بوڑھا ہے اور زمین پر کوئی مرد ایسا نہیں کہ جو دنیا کے دستور کے مطابق ہمارے پاس آئے۔ لہٰذا ہم اپنے باپ کو شراب پلاتی ہیں اور اپنے باپ سے ہم بستری کرتی ہیں تا کہ اپنے باپ کی نسل باقی رکھیں۔ سو اسی رات شراب پلائی، بڑی لڑکی اندر گئی اور اس نے اپنے باپ سے صحبت کی سو لوط کی۔ دو بیٹیاں اپنے باپ سے حاملہ ہو گئیں۔ بڑی کے لڑکا پیدا ہوا، اس نے اس کا نام مواب رکھا اور چھوٹی کے ہاں بھی بیٹا پیدا ہوا اور اس کا نام بن عمی رکھا۔ (پیدائش: صفحہ ۱۹، ۱۹/۳۰)

یہ انبیاء کی تکریم ہے......؟ یہ لوگ کیا جانیں انبیاء کا کیا مقام ہے۔

حضرت داؤد و حضرت سلیمان کے بارے میں کتاب صریح لکھتی ہے۔ پھر داؤد نے اپنی بیوی بت سبع کو تسلی دی اور اس کے پاس گیا اور اسی سے صحبت کی اور اس کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا اس کا نام سلیمان رکھا۔ (سموئیل: صفحہ ۳۰۵)

یہ کون بیوی ہے......؟ تورات کے مطابق یہ حضرت داؤد کی بیوی نہیں۔

تورات میں لکھا ہے حضرت داؤد مکان کی چھت

پر ٹہلنے لگے۔ چھت پر سے ایک عورت کو دیکھا جو نہا رہی تھی اور وہ عورت نہایت خوبصورت تھی۔ تب حضرت داؤد نے لوگ بھیج کر اس کا حال دریافت کیا۔ پتہ چلا کہ وہ العلام کی بیٹی بت سبع ہے۔ تب داؤد نے آدمی بھیج کر اس عورت کو منگوایا اور صحبت کی اور پھر وہ اپنے گھر چلے گئی۔ حاملہ ہو گئی ......اور اس سے سلیمان پیدا ہوئے۔ (سموئیل:۳۰۳)

یہ انبیاء کی تکریم ہے......؟ اور یہ کتاب مقدس ہے......؟ ایک عام انسان کے متعلق تو علیحدہ چیز ہے' لیکن انبیاء علیہم السلام کو بُرے کارٹون کے ساتھ اپنے تخیل کے طور پر پیش کو دینا' وہ ایک گھٹیا ذہنیت کی دلیل اور عکاسی کرتی ہے۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ تمام انبیاء ان تمام امور سے پاک تھے' جو بنام خود کتاب مقدس (تورات و انجیل) میں مرقوم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کی قرآن پاک میں پاکی بیان کی ہے۔

یہ انبیاء کو کارٹونوں کی شکل میں پیش کرنا بھی اس میں بھی اصل سازش یہود کی ہے' جو کہ ہمیشہ سے انبیاء سے استھزاء اور انبیاء کو قتل کرتی آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ انعامات بھی ان (بنو اسرائیل) پر ہی کئے تھے۔ من سلویٰ انہیں پر اتارا تھا۔ لیکن یہ ہمیشہ سے اللہ کے احکام سے روگردانی کرتے رہے اور اللہ کے انبیاء کو قتل کرتے رہے اور جتنے زیادہ ان پر انعامات ہوئے' اتنے زیادہ سرکش بنتے گئے۔ چنانچہ انہوں نے ہی حضرت زکریا علیہ السلام کو قتل کیا اور پھر حضرت یحییٰ علیہ السلام کو قتل کرایا اور پھر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑوایا تو حاکم پیلاطوس نے کہا جو کہ حضرت عیسیٰ کو بے گناہ سمجھتا تھا۔ اس نے کہا کہ تمہاری عید فسح ہے۔ اس پر میں ایک قیدی چھوڑتا ہوں۔ حضرت عیسیٰ کو چھوڑ دوں۔ یہودیوں نے کہا نہیں۔ اس برابہ (جو کہ ایک مشہور ڈاکو تھا) کو چھوڑ دو اور عیسیٰ کو ہی پھانسی دو۔ یہ رہا ان کا پچھلے انبیاء کے ساتھ سلوک۔

اور پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئے ہوئے تمام معاہدوں کی ان یہودیوں نے بدعہدی کی اور کئی دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی کوشش کی۔ غزوہ خیبر کے موقع پر یہودیوں نے آپ کو گوشت میں زہر ملا کر قتل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی نبی اکرم کو اطلاع کر دی اور اسی طرح ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر گرا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی سازش کی۔ اس وقت بھی اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع کر دی۔

یہودی ہمیشہ سازشی اور باغی ذہن رکھنے والے ثابت ہوئے ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یہ وضاحت فرما دی کہ کہیں مسلمانو تم ان کی سازش میں نہ آ جانا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ولتجدن اشد الناس عداوة للذين امنوا اليهود والذين اشركوا﴾ (سورۃ المائدہ:۸۲)

''کہ مومنوں کے سب سے سخت دشمن یہود اور مشرک ہی ہیں۔ اے مسلمانو! کہیں تم ان کے فریب میں نہ آ جانا۔''

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ولتسمعن من الذين اوتوا الكتب من قبلكم ومن الذين اشركوا اذى كثيرا﴾ (آل عمران:۱۸۶)

یعنی اے مسلمانو! بچنا یہ اہل کتاب (یہود و عیسائی) اور مشرک تمہیں ہر ممکن ایذا پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ تم ان سے تکلیف دہ باتیں ضرور سنو گے۔

ان یہودیوں کے سازشی ذہن اور باغی ذہن کی وجہ سے ہی آج تک کسی نے ان کو اپنی سرزمین میں رہنے کی اجازت نہیں دی اور ان کا قتل عام کیا۔ اسی وجہ سے بخت نصر نے فلسطین پر حملہ کر کے یہود کا قتل عام کیا اور ہیکل سلیمانی کو تہہ تک اکھیڑ دیا اور تورات کی قرات کو منع کر دیا۔ پھر ایرانی حکومت نے بیت المقدس پر قبضہ کیا تو انہوں نے ان یہود کو وہاں رہنے کی اجازت دی۔ لیکن پھر جب یہود روم کے خلاف باغی ہوئے تو رومیوں نے ان پر حملہ کر کے ان کا قتل عام کیا اور ہیکل کو پھر مسمار کر دیا اور فلسطین کو ان سے خالی کروا لیا۔ سورۃ اسراء میں اسی طرف اشارہ ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کی پیہم سازشوں اور بدعہدیوں کی وجہ سے انہیں مجبوراً مدینہ سے جلاوطن کیا۔

جرمنی کے صدر ہٹلر نے بھی ان یہود کی مسلسل سازشوں کی وجہ سے ان کا قتل عام کیا' کہ یہ رہتے جرمنی میں تھے اور حمایت برطانیہ کی کرتے تھے اور جرمنی کے خلاف بغاوتوں میں بڑھ چڑھ کر حمایت کرتے تھے۔

اور اب عربوں کے علاقے فلسطین کے ایک حصہ پر ناجائز قابض ہیں اور پورے عرب پر نظر جمائے بیٹھے ہیں اور آئے دن مسلمانوں کے خلاف طرح طرح کی سازشیں کر رہے ہیں اور آئے دن مسلمانوں کا مختلف طریقے سے امتحان لے رہا ہے اور نبی مکرم رحمت للعالمین کے کارٹون شائع کرنا بھی انہیں سازشوں کی ایک کڑی ہے اور کہتے ہیں کہ پریس کو آزادی ہے' جو چاہے کرتا ہے۔

اس پر خود ہی انصاف کریں' اگر کوئی شریر انسان باہر نکل کر آپ کے سر میں پتھر مارے اور یہ کہا جائے کہ انسانوں کو آزادی ہے جو مرضی کرتے رہیں' آپ اس کی کلائی ضرور توڑنے لگیں گے اور یہ ہی صورتحال اس وقت دنیا میں بن چکی ہے۔ لوگ جانتے ہیں کہ آپ ان چیزوں سے آپے سے باہر آتے ہیں اور اسی سے آپ کے ایمان کے جانچ کر رہے ہیں کہ آیا مسلمانوں میں کچھ ہے کہ اندر سے کھوکھلے ہی ہیں۔

لہٰذا اپنے ایمان کے تقاضا کو اپنے اوپر کیجئے۔ اپنے معاشرے میں قائم کیجئے۔ صرف یہ کہہ دینا کافی نہیں کہ تہذیبوں کی جنگ شروع ہونے والی ہے۔ بلاشبہ بات یہی ہے کہ جنگ تہذیبوں کی طرف آ رہی ہے۔ ملکوں سے ختم ہو کر ایک طرف کفر اور ایک طرف اسلام کھڑا ہے۔ یہ ایک سازش ہے جس کے تحت یورپین سے کارٹون شائع کروائے گئے اور آج آپکے سامنے

یورپ اور امریکہ ایک صف میں کھڑے ہیں۔ تہذیبوں کی جنگ اگر ہو تو ایک ہاتھ میں لاٹھی اور ایک ہاتھ میں بم۔ اس کے ساتھ تہذیبوں کی جنگ لڑی نہیں جاسکتی۔ آیئے اس دین کی حفاظت کے لیے اٹھیے' اپنے اعتقادات کی حفاظت کے لیے اٹھیے۔ بقول شاعر ؎

نہ جب تک کٹ مروں خواجہ یثرب کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت' آپ کا احترام ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ فرمایا ﴿لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین﴾ کہ کوئی اس وقت تک ایماندار نہیں ہوسکتا کہ جب تک اسے محمد صلی اللہ علیہ سلم تمام کائنات سے محبوب نہ ہوجائیں۔ آپ ہی نہیں آپ کے صحابہ اور اہل بیت کی تکریم بھی ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ لیکن اس زندگی کا نام زندگی نہیں' جس میں لوگ کسی کے نظریات کے ساتھ کھیلیں۔ اب یہ ہمارا فرض بنتا ہے کہ تہذیبوں کی اس جنگ میں ہم دشمن کی کلائی کو اس طرح مروڑ دیں جس طرح نورالدین زندگی نے مروڑا تھا' جس طرح صلاح الدین ایوبی نے ان کو سبق سکھایا تھا۔

آپ یہ محسوس کرتے ہیں کہ ہمارے پاس ہتھیار نہیں ہیں۔ جنگیں ہتھیاروں سے نہیں لڑی جاتیں بلکہ جذبات سے لڑی جاتی ہیں۔ جنگوں کیلئے سب سے کارگر چیز لوگوں کے اعتقادات ہوتے ہیں۔ اپنے اعتقادات کا تزکیہ کیجئے۔ اپنے ایمان اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اس پر خود عمل کیجئے۔ اپنے ماحول کو صاف ستھرا کرنے کی کوشش کیجئے۔ جب زمین کے وسائل ختم ہو جائیں ہمیں تاریخ بتاتی ہے حضرت لوطؑ علیہ السلام کے پاس قوت نہیں تھی' مالک نے پوری بستی کو الٹ دیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس وہ قوت نہ تھی کہ فرعون کا مقابلہ کرسکیں' اللہ پاک نے فرعون کو سامنے غرق کردیا۔ ابرھا کے پاس وہ قوت تھی جو مکہ والوں کے پاس نہ تھی۔ اللہ پاک نے ابابیل بھیج کر ان کو کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کردیا۔

لیکن بات یہ ہے کہ مالک یہ اصول اس وقت اپناتے ہیں' دنیا میں جب یہاں کوئی نہ ہو۔ اللہ اللہ کہنے ولا۔ ہم اس وقت دنیا میں ۲۲ فیصد عوام پر مشتمل ہیں۔ سوا ارب کے قریب ہے ہماری آبادی۔ اگر اس دنیا میں کوئی بھی نہ رہے گا اللہ اللہ کہنے والا تو مالک کے پیغمبر نے سچ فرمایا ایک وقت آئے گا بیت اللہ پر ایک لشکر حملہ کرنے کیلئے آئے گا' جس کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ ایک وقت آئے گا کہ دنیا میں کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہیں ہوگا۔ قرآن پاک کے الفاظ کو اٹھالیا جائے گا۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب کوئی بھی مالک الملک کا نام لینے والا نہ ہو۔

ہم اس کے نام لیوا ہیں۔ ابھی تک اس کو ہمارے امتحان مقصود ہیں اور اپنے رستہ میں امتحان دینے والوں کو وہ کبھی بھی رسوا نہیں کیا کرتا۔ آیئے اپنی تہذیب' اپنی تاریخ' اپنے عظیم ورثہ کی حفاظت کیلئے اٹھ کھڑے ہوں اور اس کے لئے رات دن محنت کریں۔ اپنا جائزہ لیجئے ہم نے اپنی تہذیب اور اپنے اعتقادات کی حفاظت کیلئے کتنا وقت صرف کیا ہے۔ کتنی صلاحیتیں صرف کی ہیں۔ کبھی بیٹھ کر سوچا ہے کہ کس طرح اس تہذیب کو محفوظ کیا جاسکتا ہے۔ کتنا سرمایہ ہم نے لگایا ہے۔ آیئے اپنے آپ کا جائزہ لیں۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ﴿الکیس من دان نفسه﴾ عقل مند انسان وہ ہے' جو اپنے آپ کا محاسبہ کرے۔ اللہ رب العزت مجھے بھی اور آپ کو بھی اس امتحان جو دنیا ہمارا لینا چاہتی ہے' ہمیں اس میں سرخرو فرمائے۔

آگ ہے ابراہیم ہے نمرود ہے
پھر کسی کو کسی کا امتحان مقصود ہے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مولانا حافظ محمد الیاس سلفی کراچی والے وفات پاگئے

۱۵۔فروری ۲۰۰۶ بروز بدھ شام ساڑھے چھ بجے امام عبدالوہاب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بانی جماعت غرباء اہل حدیث کے پوتے اور محترم مفتی عبدالقہار سلفی کے صاحبزادے محترم مولانا عبدالرحمٰن سلفی امیر جماعت غرباء اہل حدیث کے عم زادہ گرامی قدر مولانا حافظ محمد الیاس سلفی وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ انہوں نے دینی تعلیم مدرسہ دارالسلام محمدی مسجد برنس روڈ کراچی' بنوری ٹاؤن کراچی اور جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے حاصل کی۔ فراغت کے بعد وہ حکومت سعودیہ کی طرف سے فجیرہ عرب امارات میں مبعوث کردیئے گئے۔ گذشتہ چوبیس سال سے وہ فجیرہ میں دعوت وتبلیغ کا کام کررہے تھے۔ انہوں نے کم وبیش ۲ درجن عربی کتب کے اردو تراجم کیے۔ ان میں صحیح ابن خذیمہ' احادیث قدسیہ' عمل الیوم ولیلۃ' سنن ترمذی مع تخریج ۳ جلد' الکلم الطیب وغیرہ شامل ہیں۔ ان کی تبلیغی وتصنیفی خدمات قابل تحسین ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے وہ گردوں کے عارضے میں مبتلا ہوئے' عیدالفطر کے بعد کراچی آگئے تھے۔ علاج جاری تھا کہ گردے جواب دے گئے اور آخر وہ ۵۱ سال کی عمر میں اس دنیا کو خیرباد کہہ گئے۔ ان کی وفات خاندان عبدالوہاب دہلوی کیلئے اور جماعت کیلئے بہت بڑے صدمے کا باعث ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

ادارہ ترجمان الحدیث کا ایک ہنگامی اجلاس زیر صدارت شیخ الجامعہ حافظ عبدالعزیز علوی حفظہ اللہ منعقد ہوا۔ جس میں مولانا حافظ مسعود عالم' مولانا محمد یونس' مولانا محمد یٰسین ظفر (پرنسپل جامعہ)' مفتی عبدالحنان زاہد' مولانا نجیب اللہ طارق' مولانا فاروق الرحمٰن یزدانی شریک ہوئے۔ اجلاس میں حافظ محمد الیاس سلفی کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا گیا اور ان کی دینی خدمات کو سراہا گیا۔ نیز ان کے لواحقین خصوصاً مفتی عبدالقہار حفظہ اللہ اور مولانا عبدالرحمٰن سلفی امیر جماعت سے اظہار ہمدردی کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی حسنات کو قبول فرمائے' بشری لغزشوں سے درگزر فرماکر جنۃ الفردوس میں بلند مقام نصیب فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین۔